Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

Received: 4th Feb, 2024 | Accepted: 16th June, 2024 | Available Online: 30th June, 2024
Digital Object Identifier: 10.52015/daryaft.v16i01.382

اقبالیات اور تصوف: بشیر احمد نحوی کی اقبالیاتی فِکر کا تجزیہ

Iqbaliyat and Sufism: An Analysis of Bashir Ahmed Nahvi's Iqbalistic Thought

TALIB HUSSAIN HASHMI[1] AND DR. SYED SHIRAZ ALI ZAIDI[2]
[1] Research Scholar Ph.D. Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan
[2] In- Charge, Department of Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan
Corresponding author: Talib Hussain Hashmi (talib.hashmi@gmail.com)

ABSTRACT Prof. Dr. Bashir Ahmed Nahvi focused more on Iqbal and Iqbaliyat in Occupied Kashmir. That is why he is famous as a scholar on Iqbal in Occupied Jammu and Kashmir. Even though the conditions regarding Iqbaliyat in Occupied Kashmir are not so favorable, his attraction towards Iqbaliyat and continuously working on it indicate that he has a special affinity and passion for Iqbaliyat. Bashir Nahvi has presented the vision of Iqbal regarding Sufism in a proper way, because even a slight modification or contradiction in the vision of Iqbal, as a result of Nahvi's services regarding Iqbaliyat, may lead to ideological annihilation in the occupied valley. Ignoring Urdu literature and journalism and other academic and literary achievements, Bashir Ahmed Nahvi's thought on Iqbaliyat has been limited to research and criticism in the literary context of occupied Kashmir. While avoiding unnecessary expansion and exposure, as a teacher of Iqbaliyat, his character and writings were directly examined in the light of Iqbal's writings, verses and enclosures and an attempt was made to draw concrete conclusions. A Historical and documentary method of research has been adopted and conclusions have been drawn honestly through comparison, analysis and dissection adopting an objective approach. Only the primary sources were used. In the literary context of Occupied Kashmir, Bashir Ahmed's Iqbalistic thought on "Sufism" has been discussed. It is a landmark achievement by Bashir Ahmed Nahvi to promote and proselytize the teachings of such an ideological thinker and writer as Iqbal which distinguishes him as a researcher of literature on Iqbal.
Keywords Scholar on Iqbal, Bashir Ahmed Nahvi, Occupied Kashmir, Sufism, Iqbalistic thought, Fiker-e-Iqbal. Renowned Iqbal expert.

کشمیر یونی ورسٹی کے شعبۂ اُردو سے وابستہ ایک ذہین اور فطین شخصیت بشیر احمد نحوی مقبوضہ کشمیر میں ماہرِ اقبالیات کے طور پر معروف ہیں۔ جنھیں اُردو اور اقبال سے گہرا لگاؤ ہے۔ اُنھیں تقریر و تحریر دونوں پر یکساں عبور حاصل ہے۔ اُن کی قوتِ حافظہ کا یہ عالم ہے اُنھیں علامہ اقبال کے اُردو اور فارسی کلام کا بیش تر حصّہ حِفظ ہونے کی وجہ سے حافظ اقبال کہلاتے ہیں۔ یہ اُن کی اس دل چسپی کا نتیجہ ہے جو اُنھیں طالبِ علمی کے زمانے میں علامہ اقبال کی شخصیت سے محبت ہو گئی تھی اور آگے چل کر عقیدت اور عشق کا رُوپ اختیار کر

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)]

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

گئی۔ یہ عقیدت اُن کے خاندان میں بھی راسخ ہو گئی جیسے کہ ان کے مرحوم والد، دونوں بیٹے ڈاکٹر وسیم اقبال نحوی، ڈاکٹر ظفر اقبال نحوی اور دونوں بیٹیاں بھی اقبالیات سے وابستہ ہیں۔ اُنھوں نے تعلیماتِ اقبال اور فکرِ اقبال کے مختلف موضوعات پر درجنوں کتابیں اور بلا مبالغہ دَو سو سے زائد تحقیقی مضامین قلم بند کیے ہیں۔ تاہم اُن کا خاص میدان "اقبال اور تصوف" ہے۔

علمِ تحقیق کے ساتھ والہانہ ذوق و شوق کے تحت بشیر احمد نحوی نے اقبال انسٹی ٹیوٹ میں ریسرچ کے لیے داخلہ لیا اور پروفیسر کبیر احمد جائسی کی نگرانی میں "اقبال اور تصوف" پر مقالہ لکھا اور ایم۔ فل کی ڈگری حاصل کی۔ پھر اِسی موضوع کو وُسعت دیتے ہوئے اقبال انسٹی ٹیوٹ میں پروفیسر آلِ احمد سُرور اور پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی کی مشترکہ راہ نمائی میں "اقبال اور تصوف" پر مقالہ لکھ کر اکتوبر 1987ء میں پی ایچ۔ڈی اقبالیات کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر بدر الدین بٹ رقم طراز ہیں:

> "ایم۔ فل کے بعد بشیر احمد نحوی کا تقرر سری نگر کے دُوردرشن پروگرام میں بحیثیت اسسٹنٹ پروڈیوسر ہوا۔ یہاں اُنھوں نے کئی سال خدمات سر انجام دینے کے بعد اپنی استعداد اور صلاحیت کا لوہا منوایا مگر اقبالیات کے ساتھ غیر معمولی وابستگی بل کہ عشق نے ان کو اس ادارے سے رخصت لینے پر مجبور کر دیا اور اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر میں پروفیسر آلِ احمد سُرور اور پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی کی مشترکہ راہ نمائی میں "اقبال اور تصوف" کے موضوع پر مقالہ تحریر کر کے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری سے سرفراز ہوئے۔"(1)

بشیر نحوی کو اقبال کے فلسفیانہ اَفکار و نظریات سے آگاہی کے مواقع میسر ہوئے۔ وہ اقبال کے فکر و فلسفہ اور تعلیمات سے اس قدر متاثر ہیں کہ اُنھوں نے مقبوضہ کشمیر میں اقبال کا عرفان عام کرنے کی غرض سے کشمیر میں اقبال اکیڈمی قائم کی ہے۔ چناں چہ اس اکیڈمی کے پہلے سیکریٹری کے فرائض کی ذمہ داری بشیر احمد نحوی خود سر انجام دیتے رہے ہیں۔ 1999ء ہی میں آپ اسی ادارے کے ڈائریکٹر کے منصب پر فائز ہوئے۔ نامساعد حالات کے باوجود اُنھوں نے اقبال انسٹی ٹیوٹ میں نئی روح پھونک دی اور آج اس اِدارے کا شُمار عالمی شہرت کے تحقیقی اداروں میں ہوتا ہے۔ اُنھوں نے اقبال انسٹی ٹیوٹ کو محض ایک ریسرچ سینٹر کے محدود دائرے سے نکال کر ایک منظم ادارہ بنا دیا۔ تحقیق و تدقیق کی سرگرمیوں کے علاوہ اُنھوں نے اقبالیات سے متعلق دیگر اَبعاد پر کام کا آغاز کر دیا۔

بشیر احمد نحوی نے جب سے اس ادارے کی صدارت کا منصب سنبھالا تب سے اس میں ایک نئی شان و شوکت آگئی ہے اور ایک نئی حرکت و حرارت پیدا ہو گئی ہے۔ ان کے دورِ نظامت میں اس انسٹی ٹیوٹ کے اہتمام اقبال کے بارے میں مختلف موضوعات پر سیمینارز کے انعقاد، توسیعی خُطبات، مشاعروں کا انعقاد اور کتابوں کی تصنیف و تالیف کا جامع پروگرام بنایا ہے۔ اِن سرگرمیوں کے علاوہ اُنھوں نے خود بھی اقبال کے فکر و فن پر اپنی تحقیقی کاوشیں منظرِ عام پر لانے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ بشیر احمد نحوی کے دورِ نظامت میں چھ درجن کے قریب ریاستی اور قومی سطح کے سمیناروں اور محافل سیرت کا انعقاد عمل میں لایا گیا جن میں متعدد علمائے دین، ماہرین اقبالیات، سرکردہ محققین، ادبا اور شعرا حضرات اپنے مقالات، تحقیقات اور منظومات پیش کر کے سامعین سے دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ اقبالیات کے محقق ڈاکٹر حارث حمزہ لون رقم طراز ہیں:

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 16. Issue 01, June 2024

"سال 2003ء کے ماہ ستمبر میں پروفیسر بشیر احمد نحوی دو روزہ عظیم الشان نیشنل سیمینار منعقد کرنے میں کام یاب ہو گئے جس میں شرکت کرنے کے لیے ریاست جموں وکشمیر کے علاوہ ہندوستان کے مختلف حصّوں سے مقتدر اصحابِ علم اور ماہرین اقبالیات تشریف لے آئے اور یہاں "اقبالیات کے گذشتہ دس سال" کے عنوان پر اپنے مقالات پیش کئے جن میں مدعو سامعین محظوظ بھی ہوئے اور مقبوضہ کشمیر میں فکرِ اقبال کے فروغ کے لیے اقبالیاتی ادب میں بھی گراں قدر اضافہ ہوا۔"(2)

بشیر احمد نحوی اپنے فِکر و دانش اور ریاضت و نظامت کے بل بوتے پر اقبالیاتی اَدب میں ممتاز مقام پر نظر آتے ہیں کیوں کہ اقبالیاتی ادب میں اِن کی بیش بہا خدمات کا اعتراف ماہرین اقبالیات بھی کرتے ہیں۔ ان کے دورِ نظامت میں اُردو ادب اور اقبالیات کے ضمن میں بیش بہا کام ہوا ہے۔ نئی نسل میں فکر اقبال کے تناظر میں صالح اقدار کو علامہ اقبال کے حوالے سے عام کرنے کی کوششیں ہوئیں وہ یقینی طور پر قابل تحسین ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر بدر الدین بٹ لکھتے ہیں:

"بشیر احمد نحوی نے یونی ورسٹی کی حدود سے باہر قمر یہ ہائیر اسکینڈری اسکول گاندر بل، کشمیر کالج آف ایجوکیشن سوپور، گورنمنٹ ڈگری کالج بارہ مولہ جیسے اداروں کے تعاون و اشتراک سے مباحثوں اور مذاکروں کا انعقاد کیا گیا تا کہ نئی نسل میں اقبال کا نُور بصیرت عام ہو اور سماج کے تئیں انھیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو۔ کلام اقبال کو گھر گھر پہنچانے کے لیے خوبصورت اسٹکر میں اس کو شائع کیا اور رعایتی داموں پر ان اسٹکر کو فروخت کیا جاتا ہے"۔(3)

در حقیقت بشیر احمد نحوی نے یہاں کے نو آموز ادبا اور محققینِ اقبال کو کافی حد تک تصنیف و تالیف کے مواقع بہم پہنچا کر اُن کی گراں قدر حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ ان کی صلاحیتوں کے جوہر بھی پروان چڑھایا۔ نو آموز اَدیبوں اور محققوں نے اِن کی سرپرستی میں متعدد مقالے شعبے کے سالناموں یعنی اقبالیات وغیرہ میں سپرد قلم کر کے یقیناً اپنے آپ میں خود اعتمادی کا جذبہ بیدار کیا ہے۔ بشیر نحوی کا یہ طرزِ عمل یقیناً قابلِ تحسین و تبریک ہی نہیں بل کہ قابل تقلید بھی ہے۔ بشیر نحوی ایک اعلیٰ درجے کے خطیب، ادیب اور قلم کار ہیں۔ ان کی ادارت کے دوران اقبال انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے اقبالیات کے نو شماروں (شمارہ نمبر ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۳) کے علاوہ تین درجن کے قریب مطبوعات شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی اپنی تصانیف اور مرتب شدہ کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے جو اقبال انسٹی ٹیوٹ نے شائع کرائی ہیں:

1۔ اقبال ایک تجزیہ، 2۔ اقبال کی تجلیات، 3۔ نفحات اقبال، 4۔ وہ دانائے سبل ختم الرسل، 5۔ راز الوند، 6۔ فکر آزاد، 7۔ ارمغان نحوی، 8۔ اقبالیات گذشتہ دس سال، 9۔ اقبال بحر خیال اور اقبالیات کے شمارہ نمبر 12، 13، 16، 17، 18، 19، 20، 23 شامل ہیں۔

بشیر احمد نحوی کی درج ذیل انگریزی مرتبہ کتب بھی اس دوران ادارہ کی طرف سے شائع ہوئی ہیں:

(1). "Iqbal's Multiformity Complied"
(2). "Iqbal's Idea of self"
(3). "Iqbal's Religio-philosophical ideas"

علاوہ ازیں پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد نحوی نے درج ذیل کتب (ادارہ سے باہر) از خود شائع کی ہیں:

1۔اقبال-افکار واحوال، 2۔محسوسات (منتخب مضامین)، 3۔مسائلِ تصوف اور اقبال، 4۔اقبال۔ عرفان کی آواز

5۔اقبال وحدت الوجود اور وحدت الشہود 6۔سرحدِ ادراک 7۔ نظریہ تصوف اور اقبال

بشیر نحوی صحیح معنوں میں علامہ اقبال کے مقلد محب اور عاشق ہیں۔اب تک تقریباً ستّر سے زائد ایم۔ فِل اور پی ایچ۔ڈی اسکالرز کی اُنھوں نے تربیت کی ہے اور ان میں تقریباً ایک درجن سے زائد محقق خواتین و حضرات ملک کے مختلف جامعات اور کالجوں میں اپنی درسی اور دیگر منصبی فرایض سر انجام دے رہے ہیں۔اِس وقت بھی کئی سکالرز آپ کی زیر تربیت فکریاتِ اقبال کے حوالے سے مختلف موضوعات پر اپنی تحقیقی سرگرمیوں میں منہمک ہیں۔اِس ضمن میں اُردو ادب کی بہت بڑی شخصیت پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی رقمطراز ہیں:

"غرض جِس پہلو سے بھی دیکھا جائے جناب بشیر نحوی گوناگُوں اوصافِ حمیدہ کے حامل ہیں۔ ایک مکمل شخصیت جو علم واَدب اور دین وتصوف کے بنیادی ماخذ سے وابستہ وپیوستہ ہو،بشیر نحوی کی شخصیت ہے۔"(4)

مقبوضہ کشمیر کے ادبی تناظر میں بشیر احمد نحوی کی اقبالیاتی فِکر تصوف کے ساتھ آپ کی دل چسپی قابل ستائش ہے۔اقبالیات سے متعلق کوئی بھی کام ہو، کوئی بھی سیمینار، کانفرنس، مباحثہ یا مذاکرہ ہو،بشیر نحوی کے ذکرِ خیر کے بغیر ادھورا ہی متصور ہو گا۔اِقبالیات کے علاوہ قرآنیات، احادیث نبوی، واقعات اولیاواتقیا سے شناسائی میں بشیر احمد نحوی کسی سے پیچھے نہیں۔

بشیر احمد نحوی نے تصوف پر مقالہ اور کتب بھی لکھیں۔بشیر احمد نحوی کی تصنیف "مسائلِ تصوف اور اقبال" دراصل ان کا وہ مقالہ ہے جو انھوں نے پی ایچ۔ڈی کے لیے پروفیسر آل احمد سرور اور جناب ضیاءالحسن فاروقی کی مشترکہ نگرانی میں تحریر کیا۔اس مقالے کے ضمن میں پیر نصیر احمد رقم طراز ہیں :

"گیارہ ابواب پر مشتمل اس پُر مغز مقالے میں تصوف کے بارے میں مختلف نظریات خاص طور پر وجود و شہود کے نظریہ پر ایک تسلی بخش بحث کی گئی ہے۔ تصوف کے حوالے سے اقبال کے وقتاً فوقتاً کیے گئے شدید ردِ عمل کا بھی تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔" (5)

مقبوضہ کشمیر کے ادبی تناظر میں بشیر احمد نحوی کی اقبالیاتی فکر میں "تصوف" اہم عنصر ہے۔اسی حوالے سے ڈاکٹر بدرالدین بٹ مزید لکھتے ہیں :

"اقبال کے دل ودماغ میں صوفیہ کے کس گروہ اور تصوف کی کس شاخ یا سلسلے کا احترام موجزن تھا اور اس کے کیا اسباب و محرکات تھے اس پر بھی اس مقالے میں روشنی ڈالی گئی ہے۔"(6)

"نظریۂ تصوف اور اقبال" اس کتاب کے حرفِ آغاز میں پروفیسر نحوی یوں رقم طراز ہیں:

"نظریۂ تصوف اور اقبال" کی اشاعت پر اس بات کو وضاحت سے پیش کرنا ضروری ہے کہ ہمہ پہلو شخصیت اور اس شخصیت سے وابستہ افکار و تصورات میں نظریۂ تصوف اپنی انفرادیت کا حامل موضوع ہے۔ متعدد اصحابِ

علم و قلم نے اس موضوع پر اپنے اپنے منفرد انداز میں وضاحت کی ہے لیکن موضوع اس قدر سنجیدہ اور ہمہ گیر ہے کہ اس پر مزید غور و فکر کرنے کے امکانات موجود ہیں۔ اقبال خالص اسلامی تصوف کے حامی تھے اور تصوف میں تمام غیر اسلامی عناصر کو زائل کرنے میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں"(7)

کتاب کے پہلے ایڈیشن میں پروفیسر بشیر احمد نحوی کا لکھا ہوا پیش لفظ بھی شامل ہے جس میں وہ اس موضوع کی اہمیت اور پیچیدگی پر بات کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''تصوف کے کثیر الابعاد موضوع پر مشرق و مغرب کے علما اور صوفیہ نے مدلل اور مفصل کتابیں سپرد قلم کی ہیں۔ مذکورہ موضوع دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ قدرے پیچیدہ بھی ہے۔ اس موضوع کو اقبال کے فکری اور شعری سفر میں اہم سنگِ راہ کی حیثیت حاصل ہے۔ چناں چہ اقبال نے اپنی نظم و نثر میں تصوف کے بطن سے جنم لینے والے بیشتر مسائل و امور اور اطراف و جہات کی بالتفصیل وضاحت کی ہے۔

" میں نے اس کتاب میں تصوف کے بطن سے جنم لینے والے بیشتر مسائل و امور اور اطراف و جہات کی بالتفصیل وضاحت کی ہے۔ میں نے اس کتاب میں تصوف سے متعلق ان مختلف نظریات بالخصوص وجود و شہود کے نظریے سے تفصیلی بحث کی ہے اور اس سلسلے میں علما و صوفیہ کی گراں بار آرا کا نچوڑ پیش کیا ہے۔ چناں چہ جزئیات میں الجھنے سے بچ کر اقبال کے اس شدید ردّ عمل کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جو انھوں نے تصوف کے حوالے سے وقتاً فوقتاً ظاہر کیا ہے۔ اقبال کے دل و دماغ میں صوفیہ کی کس شاخ یا سلسلے کا احترام موجزن تھا اور اس کے کیا اسباب و محرکات تھے اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ تصوف میں کئی اُمور متنازع رہے ہیں جن پر علما کے درمیان بڑی تلخ نوائی ہوتی رہی ہے۔ میں نے ان امور میں صرف وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے تعلق سے حضرت ابن عربی اور حضرت مجدد الفِ ثانی کے خیالات کا تقابلی مطالعہ کیا ہے۔"(8)

بشیر احمد نحوی نے تصوف کی تعریف متعین کرنے کی کوشش کی ہے جس میں عُلما و فضلا کی آرا سے مدد لی گئی ہے۔ پھر صوفیہ کا تاریخی پس منظر مدنظر رکھتے ہوئے صوفیائے کرام کے مختلف گروہوں پر تفصیل سے بات کی ہے۔ ان گروہوں کی بابت بات کرتے ہوئے پروفیسر بشیر احمد نحوی اس طرح رقم طراز ہیں :

"خلافتِ راشدہ اور سانحہ کربلا کے بعد جو دُوسرے واقعات ظہور پذیر ہوئے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اُمت میں علما اور صُوفیہ کا ایک گروہ پیدا کیا۔ صوفیائے کرام کا دُوسرا گروہ اس وقت سامنے آ گیا جب یونان کے عقلیت پسند فلسفے نے شریعتِ اسلامیہ کی بنیادوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی۔ صُوفیائے کرام کا تیسرا گروہ دسویں صدی عیسوی سے متعلق ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمان فقہی مسائل و معاملات کی پیچیدگیوں میں اُلجھ کر اپنی منزل اور اصل کو بُھول چکے تھے۔"(9)

پروفیسر بشیر احمد نحوی نے تصوف کے بارے میں وضاحت کی ہے کہ تصوف کی تحریک نے کن حالات اور کن منازل سے گزر کر ترقی کی اور کیسے پھلی پھولی۔ پھر کس طرح یہ اصل راستے سے ہٹ کر انحراف کی راہ پر چل نکلی۔ اپنے بیان کی تائید میں وہ لکھتے ہیں :

"تصوف تصفیہ ٔ اخلاق، تزکیہ ٔ باطن کی صفات پیدا کرنے اور اُنھیں پروان چڑھانے کے لیے وجود میں آیا تھا، رفتہ رفتہ اپنی اصلیت اور حقانیت سے ہٹ کر نقطہ ٔ انحراف کی طرف بڑھنے لگا۔ تصوف کے ساتھ ایسے لوگ بھی وابستہ ہو گئے جو علم و عمل اور تقویٰ وطہارت سے عاری تھے اور انھوں نے ایسی اصطلاحات گھڑ لیں جو براہِ راست قرآن مجید اور سنّت نبوی ﷺ کے ساتھ متصادم تھیں۔ اسلام نے عبادات کے جو قاعدے مقرر کر کیے ہیں ان لوگوں نے ان قاعدوں کا ہی تمسخر اڑانا شروع کیا اور اس طرح شریعت کے فرائض و احکام سے لا تعلقی کا ماحول پیدا ہونے لگا۔"(10)

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد نحوی نے پانچویں صدی کے ایک معروف صوفی بزرگ سید ابوالحسن علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی کتاب "کشف المحجوب" اور صوفیہ کے مختلف فرقوں کے بارے میں تفصیل سے بات کی ہے۔ "کشف المحجوب" صوفیہ کے نزدیک بڑی متبرک کتاب ہے جسے وہ بغیر وضو کے چھوتے بھی نہیں۔ اُنھوں نے تصوف کے بارے میں صوفیہ کے تمام سلسلوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ صوفیہ نے جب اپنا فکری نظام ترتیب دے لیا تو بعض صوفیہ ومشائخ کی کوششوں اور محنتوں سے اس کی بنیادیں اُستوار ہو گئیں۔ پھر آہستہ آہستہ تصوف کے کئی سلاسل ظہور پذیر ہونے لگے۔ ہر سلسلہ شریعت کے ساتھ مطابقت و متابعت کرتے ہوئے اپنے مخصوص طریقہ ٔ عمل و نصاب پر گامزن رہا۔ یوں عام لوگوں کی مذہبی و اخلاقی رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دیتا رہا۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں :

"سلاسل جو معرضِ وجود میں آ گئے ان میں پانچ سلسلوں کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہو گئی۔ وہ پانچ سلسلے حسبِ ذیل ہیں: سلسلہ ٔ نقشبندیہ، سلسلہ ٔ قادریہ، سلسلہ ٔ چشتیہ، سلسلہ ٔ سہروردیہ، سلسلہ ٔ کبرویہ۔"(11)

اس پہ مستزاد یہ کہ پروفیسر بشیر احمد نحوی نے تصوف کے حوالے سے پیدا شدہ ابہام وشبہات پر اکابر کی آرا کے پس منظر میں ایک تفصیلی بحث کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ نظریۂ وحدت الوجود اور اسلامی نظریۂ توحید میں کوئی تفاوت یا اختلاف نہیں۔ وہ اس ضمن میں دلائل پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسلامی نظریۂ توحید کے مطابق بھی اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور کائنات کی ہر شے ذات میں موجود ہے اور نظریۂ وحدت الوجود کے مطابق بھی ذاتِ باری ہر جگہ موجود ہے اور کوئی شے اس سے علاحدہ نہیں ہے۔ اسلامی توحید Monothism کے برعکس جو نظریۂ وحدت الوجود ہے وہ عیسائیوں یا ہندوؤں کا نظریۂ وحدت الوجود ہے جس میں جزو کو بھی کل کے مترادف قرار دیا جاتا ہے اور قطرے کو بھی سمندر سمجھا جاتا ہے حالانکہ قطرہ اگرچہ سمندر کا ادنیٰ حصہ ہے اور سمندر ہر گز نہیں کہلا سکتا۔

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بہ کجا

اس بابت پروفیسر بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں :

"الغرض علامہ کے یہاں کہیں وحدت الوجود کا انتہائی نظریہ نہیں ملتا۔ ان کے کلام میں اگر کہیں کہیں وحدت الوجودی رنگ نظر آتا ہے تو اس میں ایک اعتدال ہے اور یہ توحیدِ خالص یا وحدت شہود کے منافی نہیں بل کہ موافق ہے۔"(12)

پروفیسر بشیر احمد نحوی روایتی تصوف پر بات کرتے ہوئے اقبال کے نظریۂ تصوف تک پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اقبال نے جو وحدت الوجود کا نظریہ پیش کیا ہے اس سے اختلاف ہی ظاہر کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے پروفیسر قدوس جاوید لکھتے ہیں :

"تصوف سے متعلق اقبال کے اجتہادی تصورات سے علما نے اگر اتفاق سے زیادہ اختلاف کیا ہے تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اقبال شاعرِ اسلام ہونے کے ساتھ ساتھ مشرق خصوصاً برصغیر کی بیداری اور تعمیرِ نو کے شاعر بھی ہیں اور تصوف سمیت جتنے بھی مذہبی، سیاسی، سماجی، ثقافتی اور اقتصادی نکات پر اقبال نے خیال آرائی کی ہے اپنی اس ہمہ جہت حیثیت سے کی ہے ایک منفرد اور اجتہادی انداز کے ساتھ۔ البتہ یہ منفرد رویہ اور اجتہادی انداز اس غیر معمولی تاریخی، عمرانی، ثقافتی اور فنی شعور سے عبارت ہے جو اقبال کے یہاں اسلامی ہندوستان اور یورپی نظریات، حیات اور اقدار و روایاتِ علم و فن کے بصیرت مندانہ تجزیہ و تحلیل کے نتیجے میں وجود میں آیا تھا۔"(13)

اقبال نے جس تصوف پر اپنے سخت ردِّ عمل اور تحفظات کا اظہار کیا وہ خالصتاً عجمی روایات پر مبنی اور غیر اسلامی تھا، توحیدِ خالص کے برعکس اور اس کے منافی تھا۔ اقبال شروع میں وجودی تھے لیکن جوں جوں وہ قرآن پر تدبر کرتے گئے ان پر بعض مقتدر صوفیہ کے غیر اسلامی عقائد و مسائل واضح ہوتے چلے گئے۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی اس حوالے سے لکھتے ہیں :

"اقبال موحد ہے اور توحید میں کسی قسم کے اشتراک کو گوارا نہیں کرتا۔ مسلمانوں میں جو بعد میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی بحثیں چھڑ گئیں، اقبال کے نزدیک یہ بحثیں نہیں بل کہ فلسفیانہ مسائل و مباحث ہیں۔ اسلام میں توحید کے مقابلے میں فقط شرک ہے۔ وحدت و کثرت کی بحث اسلامی بحث نہیں اور نہ ہی اشاعرہ اور معتزلہ کے یہ کلامی مباحث، اصل اسلام سے کچھ تعلق رکھتے ہیں۔ وحدتِ ذات کے اندر کثرت، صفات الٰہیہ عین ذات ہیں یا غیر ذات۔ اس کے نزدیک خدا ایک نفسِ کلی یا ایک انا ہے، انائے کامل و مطلق خدا ہے۔ اس کی عینی اور اساسی صفت خلاقی ہے۔ کل یوم ھو فی شان کے معنی اقبال کے نزدیک یہی ہیں کہ اس کی خلاقی مسلسل اور لامتناہی ہے۔ کن فیکون کی صدا ہر لمحے میں آ رہی ہے۔"(14)

پروفیسر بشیر احمد نحوی نے اقبال کے اس سخت رد عمل کو ظاہر کیا ہے جس کا کھلم کھلا اظہار انھوں نے اپنی مشہور زمانہ نظم "شمع اور شاعر" میں کیا اور بعد ازاں اپنی فارسی مثنوی اسرارِ خودی میں تو واشگاف انداز میں عجمی تصوف کے خلاف اعلانِ بغاوت کیا۔ یہ علامہ اقبال کی شریعتِ اسلامیہ کے احیا کی ایک مخلصانہ کوشش تھی۔ علامہ محمد اقبالؒ اس بابت خود لکھتے ہیں :

"ہندوستان کے مسلمان کئی صدیوں سے ایرانی تاثرات کے اثر میں ہیں۔ ان کو عربی اسلام سے اور اس کے نصب العین سے آشنائی نہیں۔ ان کے لٹریری آئیڈیل بھی ایرانی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ مثنوی میں حقیقی اسلام کو بے نقاب کروں جس کی اشاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے منہ مبارک سے ہوئی۔"(15)

اقبال بنیادی طور پر ملّتِ اسلامیہ اور مشرقی اَقوام کی جدّوجہد اور عمل پر ہی توجہ مرکوز رکھتے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ مشرق رہبانیت پر عمل پیرا ہو کر بے عملی کا شکار ہو جائے۔اِسی وجہ سے اُنھوں نے وحدت الوجودی رہبانیت کو ردّ کیا اور وحدت الشہود کی حمایت کی تھی۔بشیر احمد نحوی نے اپنی ساری زندگی اپنے کلام، اپنے قول و فعل سے اس غیر اسلامی عجمی تصوف کی مخالفت کی اور ازالے کے طور پر اسے درست شکل میں، قرآن و سنت کی متابعت اور مطابقت میں پیش کر کے درست سمت رہنمائی کی۔

پروفیسر بشیر احمد نحوی رہبانیت کے بارے میں لکھتے ہیں :

"رہبانیت دنیا کی ہر مستعد قوم میں اس کے عملی زوال کے وقت پیدا ہوتی ہے۔اس کا مٹانا ناممکن ہے کہ بعض رہبانیت پسند طبائع ہر وقت موجود رہتی ہیں۔جو کچھ ہم کر سکتے ہیں وہ صرف اسی قدر ہے کہ اپنے دین کی حفاظت کریں اور اس کو رہبانیت کے زہریلے اثر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔"(16)

پروفیسر بشیر احمد نحوی نے بیشتر حوالے ابنِ عربی اور مجدد الف ثانی کے وجودی و شہودی دلائل سے اخذ کردہ ہیں اور ان ہی عمائدین کے تقابل سے انھوں نے اقبال کی فکر کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے حالاں کہ اقبال نے خود بھی ان دونوں بزرگوں کے خیالات پر خصوصی توجہ دی ہے۔اقبال پر ان دونوں سر دارانِ فکر و نظر کے اثرات نمایاں ہیں۔اقبال شروع میں جہاں مولانا رومی کے زیر اثر تھے وہیں مجدد الف ثانی سے بھی متاثر تھے۔مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال کے خیالات میں کافی یکسانیت پائی جاتی ہے۔پروفیسر بشیر احمد نحوی اس حوالے سے لکھتے ہیں :

"مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال کے افکار میں بظاہر جو مماثلت نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ دونوں کے دل میں ولولہ تھا کہ لوگوں کے خیالات کا رُخ اسلام کی طرف پھیرا جائے، دونوں کو اس بات پر اصرار ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی اسوۂ کامل اور معیارِ کمال کی حیثیت رکھتی ہے۔"(17)

اقبال کے متصوفانہ تصورات کے سلسلے میں کچھ لوگوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اقبال تصوف کے خلاف تھے اور اسے ملت اسلامیہ کے لیے مَضَرَّت رَساں خیال کرتے تھے۔ان لوگوں کی رائے میں اقبال کا وحدت الوجود کے تعلق سے سوچ اور اپروچ معاندانہ نوعیت کا ہے۔مجھے اس خیال کے ساتھ اتفاق نہیں اس لیے اقبال نے اس بات کی متعدد بار وضاحت کی ہے کہ جب تصوف فلسفہ بنتا ہے تو میری روح اس کے خلاف بغاوت کرتی ہے۔

مقبوضہ کشمیر کے ادبی تناظر میں بشیر احمد کی اقبالیاتی فکر "تصوف" پر بحث کی گئی ہے۔مقبوضہ وادی میں اقبال ایسے نظریاتی مفکر اور ادیب کی تعلیمات کی ترویج و اشاعت بشیر احمد نحوی کا ایک بڑا کارنامہ ہے جو اُنھیں اقبالیاتی ادب کے محقق کے طور پر خاص ممتاز کرتا ہے۔

بشیر احمد نحوی اس بات سے واقف ہیں کہ اقبال کی حقیقت اور عظمت اس بات میں مضمر ہے کہ اُنھوں نے مختلف نظام ہائے زندگی میں جن باتوں کو ملی، قومی اور معاشرتی اعتبار سے مُضِر سمجھا۔اُنھوں نے ان کی بھرپور تردید کی، چاہے ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے وہ باتیں کتنی ہی خوشنما اور دل کشا کیوں نہ تھیں۔اقبال زندگی کے شاعر تھے۔ان کا نظریہ حرکت و حرارت، جہد و عمل اور طاقت

وتوانائی کے عالمگیر اصولوں پر مبنی تھا اور ساری عُمر اپنے فکر و فن سے ان ہی اصولوں کی نگہبانی اور ترجمانی کرتے رہے۔ تصوف ان کے ہاں یقیناً ایک روحانی تحریک تھی۔

بشیر احمد نحوی نے مثالی دقتِ نظری اور عرق ریزی سے تصوف کے مسائل کو ممکنہ اور مختلف ماخذ کو کھنگال کر اُجاگر کیا ہے۔ وحدت الوجود اور وحدت الشہود یا ہمہ اوست اور ہمہ از اوست کو تاریخی شواہد کی روشنی میں اس طرح بحث کا موضوع بنایا کہ شکوک و شبہات کے بادل از خود چھٹ جاتے ہیں اور طمانیت وتیقُّن کا سُورج ظلمات کے اندھیروں پر ضَوفگن ہوتا ہے۔

بشیر احمد نحوی نے نہایت علم و دانش سے اس پیچیدہ، کٹھن اور دقیق مسئلے پر قلم اٹھایا۔ اس کو کھول کر بیان کیا اور حق تو یہ ہے کہ مدلل حوالوں سے بیان کر کے اس کا حق ادا کر دیا۔ انھوں نے اس مسئلے پر اقبال کے رویےّ اور ان کے ردّ و قبول کو ان کے کلام کے حوالے سے ثابت کیا۔ انھوں نے حتی الامکان توازن کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی توجہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود پر مرکوز رکھی۔ دورانِ بحث غور و فکر کے اکثر حوالے انھوں نے ابنِ عربی، مجدد الفِ ثانی، امام غزالی، مولانا روم اور حافظ شیرازی کے کلام سے اخذ کیے ہیں اور پھر انہی کے خیالات کے تقابلی جائزے کے آئینے میں اقبال کے اثر و نفوذ کی خصوصیت اور ردّ و قبول کی جانچ کی ہے۔

بشیر احمد نحوی نے شائستگی، باسلیقہ ہنرمندی اور سرفراز نیازمندی سے قرآن و حدیث کی روشنی میں تصوف کے موضوع سے مربوط بنیادی اصطلاحات کے چہرے سے نقاب الٹ کر اصل حقائق سے شائقینِ محترم کا رشتہ باندھا ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے جس کے لیے وہ لائق صد تحسین و آفرین ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ بدر الدین بٹ، ڈاکٹر، جامعہ کشمیر اور اقبالیات، مخدومی پرنٹرز، سری نگر، 2009ء، ص516

2۔ حارث حمزہ لون، ڈاکٹر، اقبال انسٹی ٹیوٹ آف کلچر اینڈ فلاسفی کشمیر کی اقبالیاتی خدمات، کریٹیو اسٹار پبلی کیشنز، نئی دہلی، 2020ء، ص212، 213

3۔ بدر الدین بٹ، ڈاکٹر، جامعہ کشمیر اور اقبالیات۔ ص339

4۔ فیض قاضی آبادی، ڈاکٹر، مرتب، پروفیسر بشیر احمد نحوی قدم بہ قدم منزل بہ منزل، ٹی۔ ایف۔ سی، سینٹر گاؤ کدل، سری نگر، 2020ء، ص41

5۔ پیر نصیر احمد عازم، ڈاکٹر، کشمیر میں اقبال شناسی کا سفر، المیزان پبلی کیشنز، سری نگر، 2012ء، ص147

6۔ بدر الدین بٹ، ڈاکٹر، جامعہ کشمیر اور اقبالیات۔ ص553

7۔ بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، نظریۂ تصوف اور اقبال، میزان پبلشرز، بٹہ مالو سری نگر، 2011ء، ص۔ الف

8۔ بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، نظریۂ تصوف اور اقبال، ص۔ الف

9۔ ایضاً، ص10، 12، 14

10۔ ایضاً، ص23

11۔ ایضاً، ص34

12۔ ایضاً، ص167

13۔ بشیر احمد نحوی، پروفیسر، مرتب، اقبالیات۔ گزشتہ دس سال، تحقیقی وتنقیدی جائزہ، اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی، کشمیر، 2004ء، ص69

14۔ بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، نظریۂ تصوف اور اقبال، ص171

15۔ ایضاً، ص161

16۔ ایضاً، ص120

17۔ ایضاً، ص121

References in Roman Script:

1. Badar-ul-Deen Butt, Dr, Jamea Kashmir aur Iqbaliyat, Makhdomi printers, Srinagar, 2009, P.516
2. Haris Hamza Lone, Dr, Iqbal Institute of Culture and Philosophy Kashmir Ki Iqbaliyati Khidmaat", (Nahi Dehli: Creative Star Publications, Decemeber 2020), P. 212 to 213
3. Badar-ul-Deen Butt, Dr, "Jamea Kashmir aur Iqbaliyat", P. 339
4. Faiz Qaazi Abadi, Dr, Murattab, "Professor Basheer Ahmad Navvi: Qadam Ba Qadam Manzil Ba Manzil", (Sri Nagar: T.F.C, Center Gawkadal, 2020), P. 41
5. Peer Naseer Ahmed Ahzim, "Kashmir mein Iqbal Shanasi ka Safar", (Sri Nagar: Al-Mezan Publications, 2012), P. 147
6. Badar-ul-Deen Butt, Dr, "Jamea Kashmir aur Iqbaliyat", P. 553
7. Basheer Ahmed Nahvi, Dr. "Nazria e Tasavwuf aur Iqbal", (Bata Malo Sri Nagar: Al-Mezan Publications, 2011), P. Alaf
8. Basheer Ahmed Nahvi, Dr. "Nazria e Tasavwuf aur Iqbal", P. Alaf
9. Ibid, P. 10,12,14
10. Ibid, P. 23
11. Ibid, P. 34
12. Ibid, P.167
13. Basheer Ahmed Nahvi,Dr. "Iqbaliyat-Ghuzahsta Das Saal(Tehqeeqi-O-Tanqeedi Jayeza", (Kashmir:Iqbal Institute Kashmir University,Feb, 2004), P. 69
14. Basheer Ahmed Nahvi,Dr. "Nazria e Tasavwuf aur Iqbal", P. 171
15. Ibid, P.161
16. Ibid, P.120
17. Ibid, P.121

Mr. Talib Hussain Hashmi received his M. Phil Iqbal studies degree from AIOU, Islamabad where he is currently pursuing the Ph.D. degree with the department of Iqbal Studies. He is also serving as a Headmaster at Punjab School Education Department. His research interests mainly focus on Iqbaliat, over 03 books and 06 articles have been published. He has attended a significant number of local and international conferences.

Dr. Syed Shiraz Ali Zaidi received the Ph.D. degree in Urdu from the University of Karachi, Pakistan. He is currently a faculty member and In- Charge of the Department of Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan. He has authored over 50 articles and 04 books and attended numerous local and international conferences where he has presented papers. His research interests include Urdu poetry and Iqbaliat.